# ایلینز: سائنسی مفروضہ یا حقیقت؟

مفتی محمد عارف باللہ القاسمی

دنیا میں نت نئی سائنسی تحقیقات اور نظریات کی روشنی میں ایلینز (غیر زمینی مخلوقات) کا تصور ایک عرصے سے موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔ سوشل میڈیا پر اس تصور کو لے کر لوگوں کے اذہان میں متعدد قیاس آرائیاں، افسانے اور توہمات جنم لے چکے ہیں۔ کبھی ایلینز کو مافوق الفطرت مخلوقات کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور کبھی انہیں زمینی مخلوقات پر حملہ آور دکھایا جاتا ہے اور آج کل ویڈیو ایڈیٹنگ اور اے آئی (AI) ٹکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے اس طرح کی ویڈیوز بڑے پیمانے پر وائرل کی جاتی ہیں جن میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ فلاں علاقے میں ایلینز زمین پر اتر آئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ان ویڈیوز کا سچائی سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ محض فریب، دھوکہ اور کذب بیانی ہے، جو بہت برا عمل ہے۔

سائنسی تحقیقات میں یہ تصور تو پیش کیا جاتا ہے کہ کائنات میں کہیں اور زندگی موجود ہو سکتی ہے اور بعض سائنسدانوں کا ماننا ہے کہ دوسرے سیاروں پر انسانوں کے مثل یا مختلف قسم کی مخلوقات ہو سکتی ہیں، تاہم اس نظریے کی ابھی تک کوئی تصدیق نہیں ہوئی ہے، بلکہ "ناسا" کا کہنا ہے کہ انہیں زمین یا اس سیارے سے باہر غلائی مخلوق کی موجودگی کے مضبوط شواہد نہیں ملے، اس لئے تاحال ایلینز کے حوالے سے مختلف قسم کے دعوے محض قیاس آرائیاں ہیں۔

اس سلسلہ میں قابل توجہ بات یہ ہے کہ کیا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس طرح کی کسی فضائی مخلوق کا وجود ممکن بھی ہے یا نہیں اور اس سلسلہ میں اسلامی تصور کیا ہے؟ سورۃ الشوریٰ کی ایک آیت میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور اللہ کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا پیدا کرنا اور ان جانداروں کا پیدا کرنا بھی ہے، جن کو اس نے آسمان و زمین میں پھیلا دیا ہے۔"

اس آیت میں اللہ کی قدرت کی وسعت اور تخلیق کی تنوع کا ذکر ہے، اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں اپنی مخلوقات کو پھیلا رکھا ہے، لیکن یہ مخلوقات کیسی ہیں، کہاں ہیں، اور ان کی نوعیت کیا ہے؟ اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں دی گئی، بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ شاید آسمانوں میں بھی کوئی جاندار مخلوق ہو سکتی ہے، لیکن یہ قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ انسانوں کی مانند ہے یا نہیں؛ کیونکہ ان کی شکل وشباہت اور نوع کیا ہے اس کا بھی کوئی حتمی ذکر نہیں ہے، بعض مفسرین کے مطابق آیت قرآنی میں مذکور "دابہ" کا لفظ آسمانوں اور زمین دونوں کی جاندار مخلوقات کو شامل ہے، علامہ ابن کثیر، طبری اور رازی رحمہم اللہ جیسے مفسرین نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آسمانوں میں بھی مخلوقات ہو سکتی ہیں، لیکن ان مخلوقات کی نوعیت واضح طور پر بیان نہیں کی گئی، نیز سورہ فاتحہ اور دیگر آیات میں لفظ "العالمین" کو جمع استعمال کرتے ہوئے متعدد عالم کے وجود کا اجمالی علم تو انسانوں کو دیا گیا ہے، لیکن ان کی تفصیلات اللہ ہی کے علم میں ہیں، چناں چہ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف عالم بنائے ہیں اور ہر عالم میں مختلف مخلوقات ہو سکتی ہیں، جن میں فرشتے، جنات، اور دیگر جاندار شامل ہیں، لیکن ان کے انسانوں کے مثل ہونے کی کوئی صراحت مذکور نہیں ہے، ہاں اگر مستقبل میں ایسی کسی مخلوق کی یافت ہوتی ہے تو وہ اللہ کی قدرت کا مظہر ہوگی اور اس سے اسلامی افکار و تعلیمات پر کوئی فرق نہیں پڑے گا؛ کیونکہ کسی چیز کا کسی مصلحت سے ذکر نہ کرنا اس کی نفی وانکار کی دلیل نہیں بن سکتی ہے، جبکہ قرآنی آیت کے الفاظ کے عموم میں اس کی گنجائش بھی ہے، اور یہ ناقابل انکار حقیقت بھی ہے کہ الٰہی مصلحت کے تحت تمام تر انکشافات کے باوجود کائنات کے بہت سے حقائق انسانی نظروں سے اوجھل ہیں اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نہیں دیا ہے اور یہ چیزیں غیب کے زمرے میں آتی ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

"وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا" (بنی اسرائیل:85)

ترجمہ: "اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔"

لہٰذا اگر کسی اور مخلوق کا وجود ہے تو اس کا علم اللہ کے پاس ہے، اور ہمیں غیب کے معاملات میں کسی قیاس آرائی یا غیر ضروری توہمات کا شکار نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ایسے امور میں انکار واثبات کے بجائے "واللہ اعلم" کہتے ہوئے خاموشی اختیار کرنی چاہئے اور جس چیز کا یقینی ثبوت اور حتمی علم نہ ہو اسے محض قیاسات وامکانات کی بنیاد پر حقیقت بتانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

ان تفصیلات کی روشنی میں ایلینز کے بارے میں پھیلائی گئی باتیں تاحال توہمات کے علاوہ کچھ نہیں ہیں، اسی طرح یہ خیال کہ ایلینز کبھی زمین پر حملہ آور ہو کر انسانیت کو ختم کر دیں گے، اسلامی نقطہ نظر سے بالکل غیر منطقی خیال ہے، قرآن وحدیث میں کسی ایسی فضائی مخلوق اور اس کی مافوق الفطرت قوت وتصرف کوئی ذکر نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ دنیا کا اختتام بروز قیامت "نفخ صور" سے ہوگا۔

ترجمہ: "اور صور میں پھونکا جائے گا، تو جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، وہ سب مر جائیں گے، سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے۔ پھر اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا، تو وہ سب اُٹھ کر دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔"

اسی طرح بعض لوگ ایلینز کے اترنے کو قیامت کی علامت کے طور پر پیش کرتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں کہ قیامت کی علامت پوری ہوگئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں قیامت کی علامات کو بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے، یاجوج ماجوج اور دجال کا خروج اور ان کی تفصیلات بھی احادیث میں آئی ہیں، لیکن قیامت سے پہلے دنیا میں اس طرح کی کسی فضائی مخلوق کی آمد کا کوئی تذکرہ کسی بھی روایت میں نہیں ہے۔

بہر حال ایلینز سے متعلق پھیلائی جانے والی باتیں محض سائنسی قیاسات اور توہمات ہیں اور اس طرح کی افسانوی باتوں پر یقین رکھنے کے بجائے ہمیں قرآن اور حدیث کی تعلیمات پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہئے اور ان جیسے امور کو اللہ کے علم پر چھوڑتے ہوئے احتیاط اور تدبر سے کام لینا چاہئے اور بغیر کسی مضبوط دلیل کے غیر حقیقی باتوں کو حقیقت سمجھنے اور ان کو حقیقت کے طور پر پھیلانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

# غیر مسلموں کے تعلق سے اسلامی تعلیمات

جہاں بھی قسم کے مزاج والے لوگ ایک ساتھ رہتے سہتے ہیں وہاں پر اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے، چوں کہ ہر ایک کی سوچ مختلف ہوتی ہے، اس لیے ایک دوسرے کی بات چیت یا عمل وکردار سے دوسرے کو تکلیف پہنچ سکتی ہے، مگر اس سے چشم پوشی کے لئے معافی تلافی اور عفو ودرگزر کا معاملہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ عفو ودرگزر کا معاملہ کرنا اسلام میں نہایت ہی پسندیدہ عمل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی زیادہ محبوب بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ایک نام عفو بھی ہے یعنی معاف کرنے اور درگزر کرنے والا۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اس طرف سے توجہ دلائی گئی ہے کہ انسان کو ہر ایک کے ساتھ عفو ودرگزر کا معاملہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ: پھر یہ اللہ ہی کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم خو ہیں، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ گئے ہوتے، لہٰذا آپ انہیں معاف کر دیں، ان کے لیے مغفرت کی دعاء کریں، اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا کریں، پھر جب آپ پختہ عزم کر لیں، تو اللہ پر بھروسہ رکھیں، بے شک اللہ اس پر بھروسہ کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران:۱۵۹) دوسری جگہ ارشاد ہے: ترجمہ: آپ کو ہمیشہ ان (یہودی) لوگوں کی خیانت کی اطلاع ملتی رہے گی، پھر بھی آپ انہیں معاف کر دیجئے اور درگزر سے کام لیجئے، بے شک اللہ بہتر معاملہ کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔ (سورۃ المائدۃ:۱۳)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا کہ میں تمہیں دنیا اور آخرت کے لوگوں کے بہترین اخلاق کے بارے میں نہ بتاؤں، میں کہا: ہاں ضرور! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یعنی جو تمہارے ساتھ قطع تعلق کرے تو تم ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو، جو تم کو محروم رکھے تم ان کو دیا کرو، اور جو تم ظلم کرے تم ان کے ساتھ عفو ودرگزر کا معاملہ کرو، خبردار جو کوئی چاہتا ہے کہ اس کی عمر بڑھا دی جائے اور روزی میں بڑھوتری ہو تو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ (شعب الایمان للبیہقی:۷۵۸۷ عن عقبۃ ابن عامر)

ابوجہل آپ ﷺ کا بدترین دشمن تھا، ان کے لڑکے عکرمہ کو یہ دشمنی میراث میں ملی تھی، فتح مکہ کے موقعہ پر یہ بھاگ کر یمن چلے گئے، ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث ابوجہل کی بھتیجی تھیں، مسلمان ہوگئیں، اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے شوہر کے لیے معافی چاہی، آپ ﷺ نے معاف فرما دیا، یہ خود یمن گئیں اور اپنے شوہر سے اس کا ذکر کیا، ان بڑا تعجب ہوا کہ رسول رحمت نے ان جیسے بدترین دشمن کو کیسے معاف کر دیا! بہر حال وہ اپنی بیوی کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا، اور ان کو گلے سے لگا لیا، آپ ﷺ کا عفو ودرگزر اور حسن سلوک کا یہ معاملہ دیکھ کر وہ مسلمان ہو گئے، اور ہمیشہ کے لئے غلامان محمد میں شامل ہو گئے۔ (غیر مسلموں کے ساتھ پیغمبر اسلام کا حسن سلوک:۲۲، بحوالہ مستدرک للحاکم، حدیث نمبر:۵۰۵۵)

ایک سفر کے دوران آپ ﷺ نے ایک درخت سے اپنی تلوار لٹکائے لیٹ گئے، ایک شخص آیا، اس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لی اور حضور سے کہنے لگا کہ اب تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ کی آنکھ کھل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ یہ کہنا تھا کہ وہ کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، آپ اٹھے تلوار اپنے ہاتھ میں لی اور دریافت فرمایا کہ اب تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا: یقیناً اب مجھے آپ کے سوا کوئی نہیں بچا پائے گا، اور اس نے آپ کے رحم وکرم کی دہائی دی، تو آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔ (صحیح مسلم:۸۴۳)

آپ ﷺ کے عفو ودرگزر کے تعلق سے سیرت کی کتابوں میں بے شمار واقعات مذکور ہیں، اگر ان کو جمع کر دیا جائے تو مستقل ایک کتاب بن جائے، لیکن اس سلسلے کا سب سے بڑا اور اہم واقعہ فتح مکہ کے موقعہ پر عام معافی کا اعلان تھا۔ غور کیجئے کہ وہ کونسی تکلیف تھی جو اہل مکہ نے آپ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ روا نہیں رکھی تھی، کمزور مسلمانوں کو قتل کیا گیا، آگ پر لٹایا گیا، پتھریلی اور تپتی ہوئی پر گھسیٹا گیا، کوڑے لگائے، مسلسل دو سال تک بائیکاٹ کر کے پورے قبیلہ بنی ہاشم وبنو مطلب کو شعب ابی طالب میں نظر بند کر دیا گیا، انھیں فاقہ پر مجبور کیا گیا، بچے بوڑھے، عورت اور نوجوان سب دانہ دانہ کو ترس گئے، آپ ﷺ اور ان کے ماننے والوں کو پاگل، دیوانہ، اور جادوگر کہا گیا، آپ ﷺ پر کچڑا پھینکا گیا، اونٹ کی اوجھڑی ڈالی گئی، پتھر برسائے گئے، زخمی کیا گیا، چہرہ پر تھوکا گیا، قتل کرنے کی سازش کی گئی، بالآخر مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا، راستہ میں پیچھا کیا گیا، جب مدینہ ہجرت کر گئے تو وہاں بھی چین سے نہیں رہنے دیا گیا، طرح طرح کی سازشیں رچی گئیں، کئی حملے کئے گئے، کئی جنگیں کی گئیں، کوئی ایسی تکلیف نہیں تھی جو آپ کو اور آپ کے صحابہ کو نہ پہونچائی گئی ہو۔ اس کے باوجود جب مکہ فتح ہوتا ہے تو محسن انسانیت، رحمۃ للعلمین ﷺ ان ظالموں کو معاف فرما دیتے ہیں اور انھیں امن کا پروانہ دیدیتے ہیں۔ (غیر مسلموں کے ساتھ پیغمبر اسلام کا حسن سلوک:۲۵)

ایک مرتبہ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ کے بیٹے نے ایک غیر مسلم کو ناحق سزا دی۔ واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ کسی غیر مسلم کے بیٹے نے گورنر کے صاحبزادے کے ساتھ گھوڑ دوڑ کی بازی لگائی، صاحبزادہ ہار گیا اور وہ غیر مسلم جیت گیا، اس لئے طیش میں آکر صاحبزادہ نے کوڑے سے اس کو مارنا شروع کر دیا۔ خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پاس جب اس کی شکایت کی گئی تو انہوں نے برسر عام گورنر کے بیٹے کو اس غیر مسلم مصری سے سزا دلوائی اور ساتھ ہی ایک تاریخی جملہ ادا فرمایا: منذ کم تعبدتم الناس وقد ولدتہم یعنی "تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھ لیا ہے، حالاں کہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔ (کنز العمال:۳۶۰۱۰ عن انس رضی اللہ عنہ)

یہ روایت جہاں ایک طرف غیر مسلموں پر بلاوجہ ظلم وستم کرنے کو ناجائز بتلاتی ہے، وہیں دوسری طرف اسلام کا عادلانہ نظام بھی اس سے نمایاں ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے کہ غیر مسلموں کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے سے رُکے رہنا ضروری ہے، بلکہ اگر غیر مسلم معاہد ہے تو اس پر ظلم کرنا سخت گناہ ہے۔ (درمختار علی رد المحتار:۴/۱۷۰-۱۷۱)

اے کافر کہہ کر پکارنا درست نہیں:

کافر عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنیٰ ہیں انکار کرنے والا یعنی اللہ اور اس کے رسول نیز قرآن کی تعلیمات کو نہ ماننے والا، پس جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ کافر ہیں۔ قرآن وحدیث اور عربی زبان میں کافر اس معنیٰ کے علاوہ دوسرے معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے، یہ لفظ توہین والا نہیں ہے، تاہم اگر کسی کو کافر کہہ کر پکارنے میں تکلیف ہو تو فقہاء نے لکھا ہے اے کافر کہہ کر پکارنا درست نہیں، کیوں کہ کسی غیر مسلم کو بلاوجہ تکلیف پہونچانا جائز نہیں۔ (الاشباہ والنظائر:۱/۱۵۷ش، ہندیہ:۵/۳۴۸)

قاضی محمد فیاض عالم قاسمی

غیر مسلموں کی املاک کا تحفظ ضروری ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غیر مسلموں- جن کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا ہے- کے مال ہمارے مال کی طرح ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان کی املاک بھی قابل احترام ہیں، جس طرح بغیر رضامندی کے کسی مسلمان کا مال نہیں لیا جا سکتا ہے اسی طرح کسی غیر مسلم کا بھی نہیں لیا جا سکتا ہے۔ (نصب الرایہ:۳/۳۸۱)

فتح خیبر کے موقعہ پر بعض مسلمان فوجیوں نے یہودیوں کے جانور ذبح کر دئے، اور کچھ پھل کھا لئے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر مختصر خطاب فرمایا اور فوجیوں کی اس حرکت پر ناگواری کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ جس کسی نے ان یہودیوں کا مال ان کی رضامندی کے بغیر لیا ہے، میں قیامت کے دن اس کا فریق بنوں گا۔ (سنن ابی داؤد:۳۰۵۲) حضرت عمرؓ نے شام کے گورنر حضرت ابوعبیدہؓ کو جو فرمان لکھا تھا، اس میں دیگر احکام کے ساتھ یہ بھی درج تھا: (تم بحیثیت گورنر شام) مسلمانوں کو غیر مسلم شہریوں پر ظلم کرنے، انہیں ضرر پہنچانے اور ناجائز طریقے سے ان کا مال کھانے سے سختی کے ساتھ منع کرو۔ (کتاب الخراج لابی یوسف رحمہ اللہ)

غیر مسلم کا مال ضائع کرنے پر تاوان واجب ہوگا:

درمختار میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان دارالحرب میں ویزا لیکر داخل ہو تو اس کے لیے غیر مسلموں کے مال سے چھیڑ چھاڑ کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ مسلمانوں کو اپنی شرائط اور اپنے مذہب پر عمل کرنا ضروری ہے، اس کے باوجود اگر کوئی وہاں سے مال لیکر آجائے تو یہ غصب اور چوری ہوگی، ایسے مال کو واپس کرنا واجب ہے، خدانخواستہ اگر کہیں مال ضائع ہو گیا یا استعمال کر لیا تو اسکا تاوان دینا واجب ہے۔

(درمختار علی رد المحتار:۴/۱۶۶) اسی طرح درمختار ہی میں ہے کہ اگر کسی مسلمان نے غیر مسلم شہری کی شراب اور اس کے خنزیر کو ضائع کر دیا تو مسلمان کو اس کی قیمت کو بطور تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ (درمختار علی رد المحتار:۴/۱۷۰)۔ فقط

8080697348

# مسلمانوں کے دینی، معاشی اور سماجی تنزلی: اسباب وحل

جاوید اختر ثاقبی

اقوام عالم پہ جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں نمایاں طور پر دیکھنے کو ملتا ہے کہ مسلمانوں کی حیثیت سمندر کے جھاگ کی مانند ہوگئی ہے اور دنیا کی نظروں میں ہماری وقعت اڑتے ہوئے اون کی طرح ہے؛ حالاں کہ ہم وہ امت ہے جس کی تعلیم اور تزکیہ کے لیے ایسے نبی کو مبعوث کیا گیا جو مقصودِ کائنات ہیں جس کو خیر امت کا خطاب دیا اور فرمایا تم ہی سربلند رہو گے، اس امت کی گواہی دوسری امتوں پر پیش کی جائے گی۔ موجودہ قوم مسلم کو دیکھنے کی خواہش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور ایک موقع پر فرمایا جو مجھے دیکھ کر ایمان لایا اسے ایک بار مبارک باد اور جو بغیر دیکھے ایمان لایا اسے سات بار مبارکباد، حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتیوں کی ایک 120 صفیں ہوں گی، ان میں سے 80 صفیں اس امت محمدیہ کی ہوگی۔

یہ فضائل و مراتب ایک طرف، دوسری طرف ہماری موجودہ حالت زار ہے۔ کیا ہم نے اس کے اسباب و وجوہات پر غور کیا؟ یہ ساری خرابیاں دراصل ہماری غفلت ولاپرواہی، سستی و کاہلی، بدعملی، ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بے بسی اور احساس ذمہ داری میں کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

امت کا ہر طبقہ ان بیماریوں کے سبب لاغر ونحیف ہو چکا ہے اور ہمارے معاشرے میں یہ زہر آلود جراثیم دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں، ان مکروہات نے ہمیں دینی و دنیاوی دونوں اعتبار سے اپنی چپیٹ میں لے لیا ہے، دینی طور پر ہم نماز، روزہ، زکوۃ، حج، تلاوت قرآن اور دیگر احکامات کی پابندی سے کوسوں دور ہیں۔ ایک وقت تھا کہ لوگوں کے گھروں سے قرآن مقدس کی تلاوت کی آوازیں آتی تھی اور رحمت الٰہی اپنی عنایتیں بکھیرتی تھی؛ لیکن افسوس امت اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہوتی جا رہی ہے، اور پھر لوگ عاملوں و باباؤں کے دروازوں کے چکر کاٹتے ہیں، اسی طرح ہمارے بچے دین و دنیا کی تعلیم سے اکثر محروم ہوتے جا رہے ہیں، ہماری مائیں تربیت و پرورش میں اہم رول ادا نہیں کرتی، ہمارے بزرگ اپنی اولاد کی کفالت و نکاح صحیح ڈھنگ سے نہیں کرتے، ہمارے نوجوان تجارت وصنعت سے جی چراتے ہیں، ہمارے بڑے بوڑھے اپنی اولاد کو صحیح راہ دکھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ع

جا رہا ہے بے سمت بے خیال سمت
اور زباں پہ نالہ موزوں یہ مظلومانہ

دنیاوی اعتبار سے بھی ہماری کہانی ادھوری ہے، چناں چہ تجارت وصنعت، منصب و حکومت کی صف میں اس قوم کی موجودگی محدود ہے، بطور خاص ہمارے نوجوانوں کی حالت قابل افسوس ہے، نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد محض سستی وکاہلی کی وجہ سے بے روزگار ہاتھ پہ ہاتھ دھرے گھروں میں حقیقی فاقہ کشی پر مجبور ہے۔ کسی قوم کے عروج وزوال میں جوان طبقے کا رول اہم رول رہتا ہے۔ ع

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

قارئین کرام! آیئے اب ہم ان بیماریوں کے علاج وتدبیر کے متعلق سوچیں اور قرآن وسنت کے ذریعے ان بیماریوں سے صحت یاب ہو قرآن مقدس میں کاہلی وسستی کو متعدد جگہ منافقین کی صفت بتلایا گیا ہے۔ (نساء:142، توبہ:54) اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں دعا تعلیم فرمائی:

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں رنج وغم سے، بے بسی اور کاہلی سے، بخل وبزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور انسانوں کے غلبہ سے۔

بعض لوگ محنت سے جی چراتے ہیں اور توکل کا بہانہ بناتے ہیں، یہ ایک شیطانی دھوکہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم محنت کو اپنا وطیرہ بناؤ؛ کیوں کہ تم جانتے ہو کہ آسمان نہ سونا برساتا ہے نہ چاندی (احیاء علوم الدین)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں دن بھر قرآن مقدس پڑھتا ہوں آپ نے فرمایا: صرف صبح وشام قرآن کی تلاوت کرو، باقی دن بھر محنت کام کاج کرو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دن کو محنت کے لیے بنایا (سورہ نبا:۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کام کاج کی وجہ سے ان کے سخت ہاتھوں کو دیکھ کر تعریف کی اور فرمایا: یہ ایسے ہاتھ ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے۔

ان آیات، روایات اور آثار سے واضح ہوتا ہے کہ سستی وکاہلی دنیا آخرت میں محرومی کا ذریعہ ہے، جب کہ حرکت وعمل برکت اور کامیابی کا ذریعہ ہے اور واجبات کی ادائیگی سے سستی حرام اور موجب عذاب ہے۔ ہم انبیاء، صحابہ اور اولیاء کی زندگیوں کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے انبیاء نے بکریاں چرائی، داؤد علیہ السلام نے زرہ سازی کی، سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر کی، خود ہمارے نبی ﷺ اور صحابہؓ کی زندگی جہد ومشقت اور تعب ومحنت سے معمور ہے، آپ نے کبھی بھی عمل میں کاہلی کو پسند نہیں فرمایا۔ سستی کے ازالے کے لیے رات میں جلدی سوئیں، صبح فجر میں جلدی اٹھیں، پھر اپنے مشاغل میں لگ جائیں، ہمارے نبی ﷺ نے اپنی امت کے لیے صبح کے وقت میں برکت کی دعا کی، فرمایا: ترجمہ: اے اللہ! میری امت کو صبح کے وقت میں برکت دے۔

اس حدیث کے راوی حضرت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر تھے، وہ صبح ہی سے اپنی تجارت شروع فرماتے، جس کی وجہ سے ان کے مال میں برکت وکثرت ہوگئی۔ سستی وکاہلی پر اپنا محاسبہ اور دوسری قوموں کے مقابلے میں اپنے نفس کو ملامت کرنا چاہیے، نیز معتبر شخصیات کو اپنا نمونہ (آئیڈیل) بنائیں، بے کار وبرے لوگوں کی صحبت سے بچیں، نیک سیرت لوگوں کی صحبت اپنائیں اور زیادہ بولنے سے بچیں، صحت کا خیال رکھیں اور دعا بھی کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان برائیوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، دنیا و آخرت کی صلاح وفلاح عطا فرمائے اور اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

وضاحت: اِس شمارے میں شامل اشاعت، مضامین، تبصروں وغیرہ سے اِدارے کا کلی یا جُزوی طور متفق ہونا لازمی نہیں۔۔۔۔ اِدارہ

کالم نویس رقمکار اپنے کالم رمراسلے lazawaljammu@gmail.com پر ارسال کریں